اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۵

The ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

نمبر ۲۵ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء یوم سہ شنبہ مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے باوجود ناسازیٔ طبع ۲۱ ستمبر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضورؐ کو سردرد کے دورہ کے علاوہ تین چار دن سے حرارت کی بھی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۹ ستمبر بروز بدھ جناب مفتی محمد صادق صاحب کی لڑکی کا رخصتانہ ہوا۔ میاں عبدالسلام صاحب بہت سے بزرگوں اور دوستوں کو اس تقریب پر ساتھ لے گئے۔ جن کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے دعا فرمائی۔

۲۰ ستمبر۔ میاں عبدالسلام صاحب نے کثیر التعداد اصحاب کو دعوت ولیمہ دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے شرکت فرمائی۔

سکول موسمی تعطیلات کے بعد کھل گئے ہیں۔

احمدیان بنگال کا اپنے امام سے اخلاص

صرف بنگال کے احمدی ہی تمام غیر مبایعین سے مقابلہ کیلئے کافی ہیں

غیر مبایعین کی آئے دن کی نیش زنی اور فتنہ انگیزی سے متاثر ہو کر جو جماعت احمدیہ کے خلاف وہ کرتے رہتے ہیں۔ بنگال کے ایک معزز احمدی نے جو خدا کے فضل سے گریجوایٹ اور مجسٹریٹ ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت اقدس میں احمدیان بنگال کی طرف سے ایک اخلاص نامہ ارسال کیا ہے۔ جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"غیر مبایعین نے جو اعلان جنگ کیا ہے۔ اُسے قبول کرتے ہوئے ہم نے بھی ان سے فیصلہ کن مقابلہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم بنگال کے احمدی ہی ان کے مقابلہ کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ گذشتہ دنوں "پیغام" نے لکھا تھا "قادیانی جماعت کی تباہی کے سامان غیب سے ہو رہے ہیں۔ اور اُن کے خلاف عالمگیر نفرت بڑھ رہی ہے"۔

مگر یہ الفاظ ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے قرآن کریم نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔ اس ارشاد الٰہی میں غیر مبایعین کے لئے بہت کچھ عبرت کا سامان موجود ہے۔ جماعت احمدیہ کی تباہی کے الفاظ تحریر کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ روحانی بصیرت سے کلیتہً محروم ہے۔ کیا اُسے حضرت امام جماعت احمدیہ کی قیادت میں جماعت احمدیہ قادیان کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی نظر نہیں آتی۔ قادیانی جماعت

سوٹر ایجنسی قائم کی ہے"۔ اور چونکہ وُہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خسر ہیں۔ اور ان کے اپنے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ اس لئے ایجنسی کے قائم کرنے کا خرچ بھی میاں صاحب نے برداشت کیا ہے"۔

حالانکہ نہ کوئی ایجنسی قائم کی گئی۔ اور نہ اس قسم کی کوئی تجویز ہوئی۔ اور جب اس کی تردید کی گئی۔ اور یہاں تک لکھدیا گیا۔ کہ اگر "پیغام صلح" کوئی ایسی ایجنسی ثابت کر دے۔ تو وہ اسی کو دے دی جائے گی۔ تو پیغامیوں نے اس کا ثبوت دیا۔ اور نہ اس افترا پردازی کی تردید کی۔

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دیانت اور امانت پر الزام لگانے کے لئے لکھا گیا۔ کہ "وُہ روپیہ کہاں سے آیا۔ جس سے اٹھارہ ہزار کی زمین بھی خرید کی گئی"۔ لیکن جب حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ بتا دیا۔ کہ کن اصحاب سے یہ قرضہ لیا گیا۔ اور کن حالات اور ضروریات کے ماتحت لیا گیا۔ تو پیغامیوں کو سانپ سونگھ گیا۔ اور انھوں نے اپنی افترا پردازی کو واپس نہ لیا۔

۷۔ "پیغام" نے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پر جماعت کے مال کو اپنے ذاتی مصرف میں لانے کا ناپاک الزام لگایا۔ وہاں یہ بھی لکھا۔ کہ "سلسلہ صدر انجمن احمدیہ کو گذشتہ چار پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں"۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط تھا۔ اور اس کی بھی تردید کر دی گئی تھی۔

ایک طرف پیغام کے ان الزامات کو دیکھئے۔ اور دوسری طرف اس مراسلت کو دیکھئے۔ جس کی بنا پر ماسٹر یعقوب خاں صاحب نے پانچ ہزار کا اور مولوی محمد علی صاحب نے الفضل سے پچیس ہزار کا مطالبہ کیا ہے۔ اور مقدمہ بازی کرنے کی دھمکی دی ہے۔ پھر فیصلہ فرمائیے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتنا صبر اور کس قدر درگذر اور کتنے وسیع حوصلہ کا ثبوت دیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کتنی جلدی اور کتنی معمولی باتوں پر مقدمہ بازی کے لئے تیار ہو گئے۔

غیر مبائعین کے پاس ہمارے خلاف استعمال کرنے کے لئے صرف یہی ایک حربہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کے سوا اور کوئی فتنہ انگیزی نہ تھی جس سے انھوں نے کام نہ لیا۔ اب یہ آخری ہتھیار استعمال کرنے پر بھی اتر آئے ہیں جس طرح آج تک ہر حملہ کی ابتدا انہی کی طرف سے ہوتی رہی ہے۔ اسی طرح مقدمہ بازی کی ابتدا کا سہرا بھی انھیں کے سر رہا۔ خدا تعالیٰ ان کے بداراووں اور ناپاک منصوبوں کے اثرات سے جماعت احمدیہ کو محفوظ رکھے۔

نظارت تالیف و اشاعت کا اعلان

نظارت ہذا نے اعلان کیا تھا۔ کہ احباب جماعت احمدیہ اگر کوئی کتاب و ٹریکٹ وغیرہ تصنیف کریں۔ تو اسے طبع و شائع کرنے سے پہلے نظارت ہذا سے اجازت حاصل کر لیا کریں۔ اس اعلان کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض لوگ ناواقفیت سے ایسے امور کو بھی احمدیت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ جن کا تعلق احمدیت سے نہیں ہوتا یا عقائد کو پیش کرتے ہوئے ایسے دلائل سے حجت پکڑتے ہیں۔ جو حقیقت میں کمزور ہوتے اور سلسلہ کے وقار کو صدمہ پہونچانے کا باعث ہوتے ہیں۔

بعض نے اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر مقامی طور پر کوئی بحث مباحثہ ہو۔ اور اس کے لئے اشتہار شائع کرنے کی ضرورت پڑے۔ تو پھر اس کے لئے بھی اجازت حاصل کرنی ضروری ہوگی۔ مگر یہ ایسی ضرورتیں ہیں۔ جو نظارت ہذا کے اعلان کے ماتحت نہیں آتیں۔

میں نے جہاں سابقہ اعلان کیا تھا۔ وہاں یہ بھی لکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے اہل قلم کو چاہیئے۔ کہ وُہ موجودہ زمانہ کے قلمی جہاد میں بھی حصہ لیں۔ یہ جہاد معمولی جہاد نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تلوار کے جہاد سے بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یورپ نے اس راز کو سمجھا ہے۔ اور ہندوؤں نے بھی اس سے ایک حد تک فائدہ اٹھایا ہے۔ گو ان کے قلم میں جب وہ غیر قوموں کے برخلاف استعمال کرتے ہیں۔ باطل کی بہت کچھ آمیزش ہوتی ہے۔ ہمارے پاس ایسا حق ہے جس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے جاء الحق وزھق الباطل۔ باطل اس کے سامنے ہرگز نہیں ٹھیر سکیگا بشرطیکہ ہم اُسے جیسا کہ حق ہے۔ پیش کریں۔

احباب! یہ وقت اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت ہی نازک ہے۔ ہمارے خلاف چاروں طرف سے ایک ایسا طوفان بے تمیزی برپا کیا جا رہا ہے۔ جو طوفان نوح سے کم نہیں اور اس کی امواج متلاطمہ میں احمدیت کی ناؤ ہے۔ اور اس کا بھروسہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب خود ہماری جدوجہد ہوا کرتی ہے۔ نجات کے لئے یہی کافی نہیں۔ کہ کچھ پیسے چندہ کے دے دئے جائیں۔ بلکہ جب تک ہم ہر قوت کو صرف نہیں کریں گے۔ تب تک اس کا فضل ہمارے شامل حال نہیں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسل اور بُزدلی سے ہمیشہ پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور ہمیں بھی یہ تعلیم دی ہے کہ ہم کسل اور بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔ اور یہ وقت ہے۔ کہ ہم ان دو عیبوں سے خالی ہو کر اپنے قلم کو دردمندانہ دل اور دانشمندانہ دماغ کے ساتھ جنبش دیں۔ کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ بہت سے نوجوان احمدی تعلیم یافتہ ایسے ہیں۔ جن کے خیالات شستہ ہیں۔ ان میں امنگ ہے۔ ان کے اظہار کی ضرورت بھی سمجھتے ہیں۔ اور پھر لکھنے کی بھی طاقت ہے۔ ذرا سی کوشش سے وہ عمدہ سے عمدہ پیرایہ میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ مگر نہیں کرتے۔ اس کا اگر کوئی سبب ہے۔ تو یا سستی اور کاہلی ہے۔ یا بزدلی۔ لیکن زندہ رہنے والی قومیں نہ سست ہوا کرتی ہیں۔ اور نہ بزدل۔

اس لئے اہل قلم احباب سے التماس ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی سستی کو ترک کریں۔ اور قلمی جہاد میں پوری کوشش سے مصروف ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ ان کی زندگیوں کو مبارک کرے آمین۔ اللھم انا نعوذ بک من الکسل ونعوذ بک من الجبن۔ سبحانک اللھم۔ لا الٰہ الا انت۔

زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر تالیف و اشاعت

احمدی جماعتیں تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں

ہمیں مختلف رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سوائے معدودے چند جماعتوں کے باقی جگہ جماعت کے لوگ اپنے طور پر تبلیغ کے کام سے اپنے آپ کو سبکدوش سمجھتے ہیں۔ ذرا کسی سے مباحثہ کی ٹھانی تو صدر میں لکھ دیا۔ کہ مبلغ بھیجدیا جائے۔ اول تو مبلغ ہمارے پاس اتنے ہیں ہی نہیں۔ کہ ہم ان کو ان تمام دعوتوں کی جگہوں پر بھیج سکیں۔ دوسرے خواہ مخواہ کا خرچ۔ تیسرے جماعت اپنے اصل کام سے غافل ہو رہی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جماعت کے لوگ ہر جگہ مباحثے کرتے۔ تبلیغ کرتے اور اپنے قول و فعل سے حضرت کی صداقت کو پیش کرتے تھے۔ یہی اصول اب بھی رہنا چاہیئے۔ سوائے شاذ و استثنائی صورتوں کے باقی جماعتوں کو ہفتہ وار اپنے جلسے اپنے مقامات پر اپنی مسجدوں میں کرنے چاہئیں۔ اگر وہ اشتہار نہ چھپوا سکتے ہوں۔ تو قلمی اشتہار لکھکر اور باری باری مختلف مضامین حضرت صاحب کی کتب سے مطالعہ کر کے لیکچر دیا کریں۔ علاوہ ازیں درس باقاعدہ جاری ہو۔ اور ساتھ ہی تھوڑی سی کوئی کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسوں میں اور درس کے اوقات میں سنائی جائے۔ اس سے اپنی جماعت کی بھی علمی و ایمانی ترقی ہوگی۔ دوسرے وہ تبلیغ کے کام کو ذاتی طور پر نباہ سکیں گے۔ ساتھ ہی ملکر دعائیں کی جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی دیتا رہے گا۔ اور اس کی نصرت بھی شامل حال رہیگی اس لئے جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ حتے الوسع مرکز سے مبلغ ... بلوانے سے احتراز کریں۔ گو وہ بھی اپنے طور پر اور اپنے وقت پر پہونچا کریں گے۔ اور ان کا زیادہ کام تعلیم و تربیت ہوگا۔ وہ بطور معلم ہوا کریں گے۔ امید ہے۔ کہ دوست توجہ فرمائیں گے۔ مکرر یہ کہ اپنے طور پر ہرگز مباحثہ کا تقرر نہ کر لیا جائے۔ اگر اس مباحثہ کا دار و مدار مرکز سے مبلغ منگوانے پر ہو۔ تو اس کے لئے بہت عرصہ قبل منظوری حاصل کرنی ضروری ہے۔

خاکسار محمد الدین قائمقام ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وصیتیں!

نمبر ۲۸۶۲ میں نور محمد ولد صالح محمد قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۳ء ساکن چک ۹/۸ ڈاکخانہ چک ۹/۸ الف تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ر جون ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد ۵۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۴ر جون ۱۹۲۸ء

العبد:۔ نور محمد سکنہ چک ۹/۸ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد:۔ عاشق محمد نائب صدر قانون گو دفتر صدر ملتان ساکن باگڑ سرگانہ تحصیل کبیروالہ حال رخصتی ۱۴ر جون ۱۹۲۸ء

گواہ شد:۔ اللہ دتا بقلم خود سکنہ چک ۹/۸ پیشہ زرگری

نمبر ۲۹۰۵ میں آمنہ بی بی زوجہ سید طفیل محمد عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۶۷ ر ب مکھ ہرانچہ موضع گوکھووال ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر حق مہر جو میں خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ اور مبلغ ۳۰۰ عہ جو میرے باپ نے مجھے بعوض زیورات دیا ہے۔ مبلغ ۵۰ روپیہ ماہوار آمد ہے۔ میں اپنی موجودہ جائداد ۸۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں نیز یہ بھی کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز تازیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ ۱۸ر اگست ۱۹۲۸ء العبد:۔ موصیہ آمنہ بی بی بقلم خود گواہ شد سید فضل محمد بقلم خود گواہ شد:۔ سید محمد طفیل خاوند موصیہ بقلم خود

نمبر ۲۹۰۶ میں فضل الدین ولد سجاول قوم بانگر عمر ۴۴ سال بیعت ستمبر ۱۹۰۴ء ساکن مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ر اگست ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد ایک مکان پختہ واقعہ دار الرحمت قادیان میں ہے جس پر قریباً مبلغ دو ہزار روپیہ خرچ آچکا ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ عنقریب مجھے مبلغ عہ ۵۰ روپیہ ماہوار کی ملازمت ملنے والی ہے۔ ملازمت ملنے کی تاریخ سے اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام زیست کرتا رہوں گا۔

اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جاوے گا۔

العبد:۔ فضل دین موصی حال وارد قادیان

گواہ شد:۔ حاجی غلام احمد کریام حال وارد قادیان

گواہ شد:۔ ڈاکٹر سید غلام غوث پنشنر مہاجر قادیان

نمبر ۲۹۰۸ میں نظام الدین ولد میاں نبی بخش راجپوت درزی عمر ۶۲ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ر ستمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد صرف دو مکان ایک پختہ اور ایک خام واقعہ محلہ مہر چند کوچہ لوہاراں ڈیرہ بابا نانک میں ہے۔ ہر دو کی اندازاً قیمت دو ہزار روپے ہے۔ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) میری ماہوار آمد (بوجہ بوڑھا ہو جانے اور کمزور ہونے کے تھوڑا کما سکتا ہوں) قریباً پانچ سات روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ (۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ (۴) اگر میری وفات کے بعد میری کوئی اور جائداد مزید ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔

العبد:۔ نظام الدین موصی بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ عفا عنہ مولوی فاضل ڈیرہ بابا نانک

گواہ شد:۔ سید محمد حسین شاہ

ہندوستان کی خبریں

کالی کٹ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۱ء کی موپلہ بغاوت کے سلسلہ میں ابھی تک ۱۴۰ موپلے مفرور ہیں۔ گورنمنٹ ان کی گرفتاری کے لئے کوشاں ہے۔

شملہ ۱۴ ستمبر۔ ہوائی راستہ کی تجویز میں خاطر خواہ ترقی ہو رہی ہے۔ جونہی کراچی سے رنگون تک سلسلہ مکمل ہو جائیگا انگلینڈ سے دہلی تک ڈاک سات روز میں آیا کریگی۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کراچی دہلی سیکشن ۱۹۲۹ء کے موسم خزاں تک بالکل تیار ہو جائیگا۔

شملہ ۱۷ ستمبر۔ آج اسمبلی میں حکومت کے چھ مسودوں پر غور کیا گیا۔ اور سب کے سب بغیر کسی ترمیم کے منظور کر لئے گئے۔ ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔ قانون تنازعات۔ قانون وراثت انکم ٹیکس کا قانون اور محصول نمک کا قانون۔ بیموں کا مسودہ قانون۔ دیا سلائی کی صنعت کے تحفظ کا مسودہ قانون۔

بریلی ۱۶ ستمبر۔ جھتریوں کی پنچایت نے فیصلہ کیا ہے کہ ۵۰ سال سے کم عمر کی عورت اور ۲۱ سال سے کم عمر کا لڑکا نوکر نہ رکھا جائے۔ میونسپل بورڈ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اس فیصلہ کے متعلق میونسپل بورڈ میں قانون پاس کرے۔

جموں ۱۷ ستمبر۔ مہاراجہ جموں اپنے ملک کیلئے مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۸ء کو لندن سے روانہ ہوں گے۔

شملہ ۱۸ ستمبر۔ مسلمان ممبران اسمبلی و کونسل آف سٹیٹ نے نہرو کمیٹی کے خلاف جو اعلان شائع کیا تھا اس پر ۱۸ ممبروں نے دستخط کر دئے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ اسمبلی سے خان بہادر حاجی عبد اللہ حاجی قاسم کبیر الدین احمد غضنفر علی خاں اور سید حسن شاہ کونسل آف سٹیٹ سے شہزادہ افسر الملک میجر نواب محمد اکبر خاں مسٹر علی بخش محمد حسین نواب صاحبزادہ سید محمد مہر شاہ

لاہور ۹ ستمبر۔ نظام حیدر آباد ۲۵ اکتوبر کو دہلی میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ اور تین ہفتہ تک کوکبہ خسروی کا وہاں قیام رہیگا۔

کلکتہ ۱۹ ستمبر۔ کلکتہ اور رنگون کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ جاری کرنے کی جو تجویز تھی اب عملی صورت اختیار کر رہی ہے۔ ایک کمپنی قائم ہو گئی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے آئندہ سال ڈاک کو پہنچانے اور مسافروں کو لانے لے جانے کا سلسلہ باضابطہ جاری ہو جائیگا۔ اس کمپنی کا سرمایہ دس لاکھ ہوگا آٹھ طیاروں کا ایک بیڑا ہوگا۔ اس بیڑے کا ایک حصہ کلکتہ ولایتی ڈاک لے کر آسام جایا کریگا۔

رنگون ۱۸ ستمبر۔ سائمن کمیشن کی ضمنی تعلیمی کمیٹی کے ممبر سر فلپ ہارٹگ۔ سر سلطان احمد راجہ نریندر ناتھ۔ ڈاکٹر

متھرا لکھشمی ریڈ سے مل جہاز انگولا سے یہاں وارد ہوئے کل صبح سے کمیٹی اپنی کارروائی شروع کرے گی۔

شملہ ۱۷ ستمبر۔ حکومت ہند کی مستقل مجلس مالیات نے ۱۰ لاکھ روپیہ کی منظوری دینی غرض صادر کر دی ہے کہ اس سے کمانڈر انچیف کے لئے ایک جدید محل طیار کیا جائے۔

بمبئی ۱۸ ستمبر۔ پنچ محل کے صدر مقام گودھرہ سے زبردست فرقہ وارانہ فساد کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ چند ہندو دلال کو جن میں بمبئی کونسل کے رکن مسٹر مقدم بھی شامل ہیں۔ مسلمان تیلیوں نے مجروح کیا۔ مجروحین ہسپتال بھیجے گئے۔ صورت حالات نازک ہے۔

ناگپور ۱۹ ستمبر۔ قصبہ کھنڈاری کھرکی (امراوتی برار) سے شدید فرقہ وارانہ فساد کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ دو پہلوانوں کے باہمی تنازعہ نے فرقہ وارانہ فساد کی شکل اختیار کر لی۔ متعدد مجروح ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں۔ صورت حالات پر قابو پالیا گیا ہے۔

لکھنؤ۔ یونیورسٹی یونین نے دیگر ورزشی کھیلوں کے علاوہ پہلوانی کا فن بھی شوقین طلبا کو سکھانے کا فیصلہ کیا ہے

سراج گنج ۱۷ ستمبر۔ جمنا میں پانی بڑھ رہا ہے سیلاب کا اندیشہ ہے۔ لوگ تشویش میں ہیں۔

پرشین گورنمنٹ اس بات کی خواہاں ہے۔ کہ پرشیا کے تمام پاسپورٹوں پر ان کے نمائندے مقیم ہندوستان کے دستخط کرائے جائیں۔ اس لئے تمام پرشیا جانے والے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جانے سے پیشتر وہ پاسپورٹ پر پرشین گورنمنٹ کے نمائندگان مقیم کلکتہ بمبئی یا کراچی کے دستخط کرائیں

مانڈلے ۱۸ ستمبر۔ گذشتہ اتوار کی رات کو مانڈلے میں سخت فساد ہو گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے ایک نوٹس کے ذریعہ مانڈلے شہر میں لاٹھیاں وآتشیں اسلحہ جات لیکر چلنے کی ممانعت کر دی کل سب مسلح پونگیوں نے ڈپٹی کمشنر اور پولیس سپرنٹنڈنٹ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ جبکہ وہ حالات کا معائنہ کرنے کے لئے بازاروں میں سے موٹر پر گذر رہے تھے۔ مجمع کو منتشر کرنے کیلئے ہوا میں گولیاں چلائی گئیں۔ ایک شخص زخمی ہو گیا۔ اور آٹھ گرفتار کر لئے گئے۔ مسلح پولیس پکٹ لگائے ہوئے ہے۔

انبالہ شہر ۱۸ ستمبر۔ مسٹر گاردن چارلس ہلٹن سشن جج نے فسادات ملک پور کے دوسرے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ اس مقدمہ میں سات مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کو قتل کرنے کے الزام میں زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند ماخوذ تھے۔ صاحب سشن جج نے ملزموں کو بے قصور ٹھہراتے ہوئے بری کر دیا۔

غیر ممالک کی خبریں

نیویارک ۱۵ ستمبر۔ ایک دیہاتی سکول میں ۶۰ بچے سبق پڑھنے کے لئے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ طوفانی بگولا سکول کے قریب آگیا۔ اور لکڑی کی عمارت گر پڑی۔ اکثر بچے دب گئے۔ اور بعض ہوا کے زور سے ایک سو گز کے فاصلہ پر جا کر گرے۔ کرسیوں کا ایک کارخانہ جو اس طوفان میں گر پڑا تھا اس کے ملبہ میں ۳۰ مزدوروں کی لاشیں نکالی جا چکی ہیں۔ اس میں ایک سو مزدور دب گئے تھے۔ سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں

جنیوا ۱۳ ستمبر۔ تمام دنیا کے مذاہب کی کانفرنس کی جس کا مقصد مذہبی رواداری قائم کرنا ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ سنہ ۱۹۳۰ء میں کانفرنس ہندوستان میں منعقد ہو۔ ایگزیکٹو کمیٹی آخری فیصلہ کرے گی۔

شنگھائی ۱۶ ستمبر۔ شنگھائی کے قریب مشرقی ساحل میں سخت طوفان باد و باراں ہوا۔ کئی صد چینی غرقاب ہو گئے اور دیگر نقصان بھی بہت ہوا ہے۔ کئی گھر تباہ ہو گئے ہیں۔ سلسلہ خبر رسانی بالکل بند ہو گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۶ ستمبر۔ ۱۵ ممالک معاہدہ کیلوگ سے متفق ہو گئے ہیں۔ ۱۳ سے ابھی جواب موصول نہیں ہوئے

نیروبی ۱۵ ستمبر۔ کل صبح کینیا کی غلہ کی فصلیں آتشزدگی سے تباہ ہو گئیں۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار سٹرلنگ کا ہے۔

لندن ۱۸ ستمبر۔ اٹلانٹک کے طوفان باد کی تباہ کاریوں کے متعلق پیرس میں جو سرکاری بیان شائع ہوا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ٹیٹ پور سمندر کے تموج سے بالکل ویران ہو گیا ہے۔ اور ۲۸ جانیں بھی ضائع ہوئیں۔ پائینٹ آپیٹر بھی تباہ ہو گیا۔ اور اس کے مضافات کی بھی بالکل صفائی ہو گئی۔ ۳۰۰ آدمی اس علاقہ میں ہلاک ہوئے۔ دوسرے حصوں میں ۳۰ سے زیادہ آدمی لقمہ اجل ہو گئے۔ کئی کارخانوں کو نقصان پہنچا سات چھوٹے جہاز اور ۵ دیسی کشتیاں مارٹنک میں غرق ہو گئیں۔ گاڈیلوپ کی سڑک پر بڑے بڑے درخت گر گئے ہیں۔ اور ہر قسم کی آمد و رفت بند ہے۔ سینٹ کلاڈ کا ہسپتال بھی تقریباً تباہ ہو گیا ہے۔ چھ آدمی بھی ہلاک ہو گئے۔ گورنر پورٹوریکو کا بیان ہے۔ کہ ۵ لاکھ غریب کسان بے خانماں ہو گئے ہیں۔

طہران ۱۷ ستمبر۔ حکومت ایران نے عہد نامہ کیلوگ پر غور کرنے کیلئے ایک مجلس خصوصی مرتب کی تھی۔ اس مجلس نے سفارش کی ہے کہ حکومت ایران بھی عہد نامہ مذکور پر دستخط کر دے لیکن شرط یہ ہے کہ یورپین طاقتوں کو جو مراعات استثنائیت کی صورت میں عطا کی گئی ہیں وہ منسوخ کی جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران نے مجلس مذکور کی سفارش منظور کر لی ہے۔ اور وہ امریکہ کو اسی مضمون کا جواب دینے والی ہے۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

پانچ سمندر پار بھی متعدد ممالک میں خیمہ زن ہو گئی ہے۔ اس شخص کو چاہیئے کہ حضرت محمود کے خدام کی طاقت کو بنگال میں ہی آنکھیں کھول کر دیکھ لے باقی تمام دنیا کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اسے جماعت احمدیہ سے نفرت اور "غیب سے اس کی تباہی کے سامان" کے خواب نظر آ رہے ہیں۔ مگر میں اسے بتانا چاہتا ہوں۔ اس کے خواب اضغاث احلام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ میں اس شخص کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی تمام طاقت کا مقابلہ صرف بنگال کی احمدی جماعت سے ہی کر کے دیکھ لے۔ جہاں کہ خلافت ثانیہ کے عہد میں علماء۔ فقہاء۔ بی۔ اے۔ ایم اے۔ ڈاکٹر۔ معزز سرکاری عہدیداران۔ وکلاء۔ پلیڈر۔ اور تاجروں کی ایک کثیر تعداد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئی ہے۔ اور پیغامیوں کے لئے اس امر واقعہ کا اظہار نہایت ہی دلگداز ہو گا۔ کہ سارے بنگال میں سوائے ایک دو کے کوئی بھی ایسا شخص نہیں۔ جس نے ان کے "مقدس امیر" کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اگر وہ غیر احمدیوں سے بھیک مانگنا چھوڑ دیں۔ تو میں انہیں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ بنگال کی جماعت احمدیہ سے اسلام کے لئے مالی قربانیوں میں بھی مقابلہ کر لیں۔ اور میں یہ کہنے کی جرأت رکھتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے بنگال کی جماعت احمدیہ اس پہلو میں بھی انہیں نیچا دکھا سکتی ہے ہم میں سے اکثر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد عالی کے ماتحت اپنی آمدنیوں اور جائدادوں کی وصیت کر رکھی ہے۔

دین کے لئے "وقف زندگی" کے مقابلہ میں بھی ہم انشاء اللہ ان کو نیچا دکھا سکتے ہیں۔ ہم میں سے کئی ایک گریجوایٹوں اور علماء نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں۔

کیا پیغامیوں کے امیر صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ ان کے ہاتھ پر کتنے لوگوں نے زندگی وقف کی ہے۔ میں نے گذشتہ سال ہندوستان کے دورے میں پنجاب اور یو۔ پی کے پیغامیوں سے ملکر تفتیش کی تھی۔ اور میں تحقیقاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان کے ہاں کوئی باقاعدہ چندوں سے آمد نہیں۔ ان کے لیڈر ہمیشہ غیر احمدیوں سے جنہیں وہ منکرین مہدی آخر زمان حضرت احمد قادیانی سمجھتے اور فاسق قرار دیتے ہیں ان سے بھیک مانگتے ہیں۔ مگر ان میں جرأت نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام انہیں پہونچائیں۔ جن کی آمد کے مسلمان صدیوں سے منتظر ہیں۔ میں اپنے دلی جذبات سے جو میرے دل میں اسی دن سے موجزن تھے۔ جب میں نے پیغام کی خرافات کو پڑھا تھا۔ مجبور ہو کر اس بحث میں بہت دور جا پڑا ہوں۔

مولوی محمد علی صاحب کی خوش کلامی

"میاں صاحب اور ان کے مریدین آنجم۔ اظلم۔ سیاہ باطن ظالم۔ بشر من فی الارض۔ وہ کے جانشین۔ کور باطن۔ خدا کی لعنت کا مورد۔ باطل کا حامی۔ پکے منافق۔ کی لعنت کے نیچے۔ کفرتم بعد ایمانکم کا مصداق ہیں"

رسالہ "تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے"

مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کے لیکچر مدراس میں

الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے اپنے پُر فصاحت اور پُر زور لیکچروں سے اہل مدراس کو نہایت درجہ محظوظ فرمایا۔ آپ نے مختلف مقامات میں لیکچر دیئے اور ہر ایک مقام پر آپ نے اچھا اثر چھوڑا۔ جلسے کے صدر صاحبان آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔ چنانچہ جناب حمید حسن سیٹھ صاحب بی اے۔ بی۔ ایل نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اور اس کی قربانیوں کے متعلق بہت کچھ فرمایا۔ نیز یہ کہا کہ وہ ایسے ایک جلسے کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ جس میں نیر صاحب سا فصیح و بلیغ مقرر قرآنی معارف سے سینوں کو لبریز کر رہا ہے۔ غیر احمدیوں میں بھی آپ کے بہت سے لیکچر ہوئے۔ جن کی روئداد حسب ذیل ہے:-

۱۲ اگست ۱۹۲۸ء زیر اہتمام یوتھ سبھا آپ کی تقریر "مغربی افریقہ میں ایک ہندوستانی کے تجربات" کے عنوان پر انگریزی میں ہوئی۔ خاصہ مجمع تھا۔ بہت سے لائق ہندو شریک جلسہ تھے جس کی صدارت ایک وکیل صاحب نے کی۔ تقریر نہایت زبردست اور پُر فصاحت تھی۔

۱۴ اور ۱۶ اگست ۱۹۲۸ء زیر اہتمام مسلم ویونڈ کسپینج میلاپور آپ کی دو تقریریں "آفتاب اسلام کا طلوع مغرب سے" اور "دیار محبوب کی سیر اور حج بیت اللہ کے ایمان افروز مناظر" کے عنوانوں پر ہوئیں۔ غیر احمدی احباب اس جلسہ میں اُمید سے زیادہ شریک تھے جنہوں نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے ان ہر دو تقریروں کو سُنا۔

۱۵ اگست زیر اہتمام کریسنٹ سوسائٹی بمقام مٹی اڑ ہال "دنیا میں صُلح و امن کس طرح ہو سکتا ہے" کے عنوان پر انگریزی میں تقریر ہوئی۔ جس کے صدر صاحب ایک معزز تھیا سوفسٹ تھے۔ کالج کے بہت سے طلباء اور دوسرے معززین شہر شریک جلسہ تھے۔ آپ کی تقریر کا اثر سامعین پر اس قدر ہوا۔ کہ انہوں نے دوسرے لیکچر کی درخواست کی۔

۱۷۔ اور۔ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء زیر اہتمام جماعت احمدیہ لالی ہال ماونٹ روڈ دو تقریریں (۱) "پیارے نبی کے پیارے حالات" اردو میں (۲) "موجودہ زمانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی فتوحات" انگریزی میں ہوئیں۔

پہلے جلسہ کے صدر جناب مولینا یعقوب حسن سیٹھ صاحب تھے۔ دوسرے جلسے کے صدر جناب حمید حسن صاحب سیٹھ صاحب بی۔ اے بی۔ ایل تھے۔ ہر دو تقریریں بہت کامیاب ہوئیں۔ سامعین کو جماعت احمدیہ کی نسبت جو غلط فہمیاں تھیں۔ ان کا بہت حد تک ازالہ ہو گیا۔ اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوئے۔ کہ جماعت احمدیہ ایک ہی جماعت ہے جو اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کی تڑپ رکھتی ہے۔ اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لئے پھرتی ہے۔ بہت سے غیر احمدیوں کی یہ خواہش تھی۔ کہ اور لیکچر ہوں۔ اور مولوی صاحب یہاں سے جلد مراجعت نہ کریں۔

۲۰ اگست زیر اہتمام لٹریری سوسائٹی بمقام جمالیہ عربی کالج پر "اسلامک موڈ آف ورشپ" کے عنوان سے ایک تقریر انگریزی میں ہوئی۔ جس کے صدر جناب ایم۔ آر۔ آر وی سیتا رام صاحب پروفیسر محمڈن کالج تھے۔ انھوں نے اختتامی تقریر یہ کہا۔ میں اس فصیح و بلیغ تقریر کے بعد اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرے کہنے کے لئے مولوی صاحب نے کچھ نہیں چھوڑا۔ اس تقریر کے وقت حاضرین میں بہت سی تعداد طلباء کی تھی۔ تمام مذاہب کی عبادت کے طریقوں کو بذریعہ میجک لینٹرن مشاہدہ کرایا گیا۔ اور بتایا گیا۔ کہ اسلامی عبادت کا طریقہ نہایت معقول و پسندیدہ ہے۔ جس کا اثر طلباء پر اچھا ہوا۔

جناب مولانا ابوالظفر صاحب ندوی نے جناب نیر صاحب کو دعوت چائے دی۔ اور مولوی ابوالجلال صاحب ندوی نے جناب نیر صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے مولوی نیر صاحب کو موٹر پر سوار کرایا۔

معززین شہر سے جناب نیر صاحب کی ملاقات ہوئی جنہوں نے آپ کا پُر جوش خیر مقدم کیا۔ اور سلسلہ کے حالات دریافت کئے

۲۶ اگست انجمن ہلال میں جناب نیر صاحب کا ایک اور شاندار لیکچر اردو میں ہوا جس کا عنوان تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی شفیع المذنبین ہیں" حاضرین کی تعداد توقع سے بہت زیادہ تھی جناب سیکرٹری انجمن ہلال نے جو ایک نوجوان روشن دماغ اور غیر متعصب فاضل ہیں۔ جلسے کا انتظام کیا۔ تقریر نہایت دلچسپ تھی جس میں دلائل اور براہین کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا تھا۔ کہ حضور سرور کائنات ہی شافع روز جزا ہیں۔ اور یہ کہ نجات دارین آپ کے دامن سے وابستہ ہے۔

۲۹ اگست یہاں سے جناب نیر صاحب کڑپہ تشریف لے گئے۔

خاکسار حکیم سید جمال الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ میلاپور مدراس

آریہ گزٹ لاہور کی غلط بیانی

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۱۴/۱۵ ستمبر ۲۸ء رقمطراز ہے۔ "ایک ڈوم مسلمان ہو گیا تھا۔ باقی اس کا تمام عیال وغیرہ ابھی ہندو ہی تھا۔ مگر سید لال شاہ ہیڈ کانسٹیبل اور یہ ڈوم زبردستی اپنی ماں اور عورت کو پولیس کی مدد سے مسجد میں لے گیا۔ اور انھیں مسلمان کیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ"

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم پر کسی نے جبر و تشدد نہیں کیا۔ بلکہ میں اور میری بہو برضا و رغبت خود دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ اس وقت کوئی پولیس افسر ہمارے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ جب میرا لڑکا جامع مسجد میں جا کر مسلمان ہو چکا اور ہم بھی مسلمان ہونے کو تیار تھیں۔ تو ظفر وال کے چند سر کردہ ہندوؤں نے ہمیں مسلمان ہونے سے روکنے کے لئے دھمکیاں دیں۔ اور جب دباؤ سے کام نہ چل سکا...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

اسلام میں عورتوں کے حقوقِ وراثت

گزشتہ پرچہ میں ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہ کس طرح تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندو مرد اور عورتیں ہندو دھرم میں عورتوں کے حقوق وراثت کی تعیین نہ ہونے کی کمی محسوس کر رہے۔ اور حکومت انگریزی کے ذریعہ اس کمی کو پورا کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی پڑھا ہوگا۔ کہ اسلام نے عورت کی ہر حیثیت کے لحاظ سے ورثہ میں اس کے حقوق مقرر کئے ہیں۔ اور ان کا ادا کرنا نہایت ضروری قرار دیا ہے ٭

بے شک اسلام کو اس لحاظ سے بھی نہ صرف ہندو دھرم پر بلکہ دنیا کے تمام دیگر مذاہب پر فوقیت اور برتری حاصل ہے لیکن مسلمان اس وقت تک اس پر فخر کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ جب تک اس پر عمل نہ کریں اور اسلام نے عورتوں کے جو حقوق وراثت میں رکھے ہیں۔ وہ نہایت عمدگی اور خوبی سے ادا نہ کریں۔ مگر افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جہاں ہندو گورنمنٹ کے ذریعہ عورتوں کے حقوق وراثت مقرر کرانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں اور بدقسمت مسلمانوں نے گورنمنٹ سے ہی وراثت کے معاملہ میں شریعت کی بجائے رواج یعنی ہندو دھرم کا طریق عمل جاری کرا رکھا ہے۔ اور ان کی اکثریت اسی پر عامل ہے۔ یعنی وہ ورثہ میں لڑکیوں یا بہنوں کا کوئی حصہ نہیں سمجھتے۔ اور نہ ادا کرتے ہیں۔ اور قانون کی آڑ میں بہت بڑی بے انصافی کر رہے ہیں۔ جس کے وبال میں روز بروز زیادہ سے زیادہ گرفتار ہو رہے ہیں ٭

شریعت اسلامیہ کی مقرر کردہ تقسیم ترکہ کی بجائے رواج کا اجراء کرا کے عورتوں کو محروم الارث بنانے میں سب سے زیادہ کوشش کرنے والے زمیندار تھے۔ انھوں نے سمجھا۔ اگر جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ دیا گیا۔ تو اس طرح ان کی زمینیں ان کے قبضہ سے نکل کر دوسروں کے قبضہ میں چلی جائیں گی۔ لیکن جب سے انھوں نے رواج کی آڑ اختیار کی ہے۔ کیا اس وقت سے لے کر اب تک ان کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ یا اگر بہتر نہیں ہوئی تو کیا ویسی ہی ہے۔ جیسی پہلے تھی۔ ہر وہ شخص جو مسلمان زمینداروں کی حالت سے واقف ہے۔ خوب جانتا ہے۔ کہ وہ نہایت ہی عبرتناک حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ انھوں نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنے جگر گوشوں اور ان جگر گوشوں کو جنھیں وہ ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے بے دخل کر دیتے۔ اور جو اپنی خلقی کمزوری اور دوسرے خاندانوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونے کی وجہ سے بہت ہی قابل رحم اور قابل امداد ہوتے ہیں۔ انھیں جائز اور واجبی حقوق سے محروم کر دیا۔ لیکن اپنی ساری کی ساری جائدادیں بنیوں اور مہاجنوں کو دینے سے دریغ نہ کیا۔ اور اب یہ حالت ہے۔ کہ گو ایکٹ اراضی کے نفاذ کی وجہ سے بچی کھچی زمینیں ان کے پاس باقی ہیں۔ لیکن وہ خود مع اپنی ساری جائدادوں کے ہندوؤں کے ہاتھوں بکے ہوئے ہیں۔ اور غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ٭

من جملہ اور وجوہات کے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔ کہ انھوں نے کمزور اور بے زبان بچیوں کے وہ حقوق غصب کر لئے۔ جو خدا تعالےٰ نے انھیں عطا کئے تھے اور جن کی ادائگی کا حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے مالوں کی برکت اڑ گئی۔ وہ بدعادات میں گرفتار ہو گئے۔ اور آج تباہ حالی کی عبرتناک تصویر نظر آ رہے ہیں ٭

یہ تو عام لوگوں کی حالت ہے۔ لیکن جو اعلےٰ طبقہ کہلاتے بلکہ لیڈر بنے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق ہمیں سخت حیرت ہوتی ہے۔ جب وہ یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ انگریزوں سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے انھوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اور وہ اس کے لئے ہر قسم کی تکالیف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ اچھی بات ہے لیکن جو لوگ خود طبقہ نسوان کے خدا کے عطا کردہ حقوق غصب کئے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے گھروں میں اس قدر بے انصافی ہو رہی ہے۔ انھیں دوسروں سے خود تجویز کردہ حقوق حاصل کرنے کے ساتھ ہی ان حقوق کو ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئیے۔ جو غیروں کے نہیں۔ بلکہ ان کی اپنی ہی بچیوں یا بہنوں کے ان کے ذمہ ہیں۔

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد خاندانی خواتین کو ان کے وراثتی حقوق دینے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر کسی کی طرف سے تساہل ہو۔ تو خواتین کو حق ہے۔ کہ جماعت کے انتظامی صیغہ کے ذریعہ دادخواہی کریں اور پھر بھی اگر ضرورت ہو۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ تک اس معاملہ کو لے جائیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ سارے کے سارے مسلمان مستحق خواتین کو ان کے وراثتی حقوق دینے میں قطعاً حیل وحجت نہ کریں۔ اور سرکردہ اصحاب اس بات کی کوشش کریں۔ کہ جہاں شریعت کی بجائے رواج کا طریق گورنمنٹ سے منظور کرا یا گیا ہے۔ وہاں اسے منسوخ کرایا جائے۔ اور اس کی بجائے ترکہ کی تقسیم شریعت اسلامیہ کے مطابق منظور کرائی جائے۔ تا جو لوگ بے جا طمع اور لالچ کی وجہ سے اپنے خاندان کی مستورات کو وراثت سے محروم رکھنا چاہیں۔ ان سے سرکاری عدالتوں کے ذریعہ خواتین اپنے حقوق حاصل کر سکیں ٭

مسلمانوں کے لئے یہ نہایت ہی شرم کا مقام ہے۔ کہ اس وقت بھی جبکہ ہندو اپنی عورتوں کو حقوق وراثت دلانے کے لئے حکومت سے قانون بنوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مسلمان خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے قانون پر بھی عمل نہ کریں۔ اور اس میں گورنمنٹ کی طرف سے بعض نادان مسلمانوں نے جو روک کاوٹ پیدا کرا رکھی ہے۔ اسے دور نہ کرائیں ٭

کابل سے دیوبندی مولویوں کا اخراج

دیوبندی علماء نے احمدیوں کے متعلق کابلی ملاؤں کے فتویٰ سنگساری کی تائید اور تصدیق نہ معلوم کن سنہری اغراض کی خاطر کی تھی۔ لیکن شاہ کابل کی روشن ضمیری اور عقلمندی بہت جلدی اس طبقہ کی حقیقت تک پہونچ گئی۔ اور ہز میجسٹی نے سمجھ لیا۔ کہ ان لوگوں کو سوائے فتنہ انگیزی اور اسلام کے سے پاک مذہب کو دنیا میں بدنام کرنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ اس لئے ملکی اصلاحات کے سلسلہ میں ان کے متعلق وہی فیصلہ کیا گیا۔ جس کے یہ مستحق ہیں چنانچہ معلوم ہوا ہے:-

"افغانستان کے جرگہ نے شاہ افغانستان کے مشورہ سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ افغانستان کی حدود سے تمام دیوبندی علماء کو نکال دیا جائے۔ اور کسی دیوبندی مولوی کو افغانستان میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ جو افغان ملاں دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں۔ ان کی سخت نگرانی کی جائے۔ تاوقتیکہ ان کی طرف سے شرارت کا خدشہ نہ رہے" (سول ملٹری گزٹ لاہور)

ہر ایک امن پسند اور حکومت کابل کا خیر خواہ اس فیصلہ کو نہایت ضروری اور مفید قرار دیگا۔ مسلمانان ہند کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور دیوبندی علماء کی وہی قدر و قیمت سمجھنی چاہیئے۔ جو شاہ کابل نے ڈالی ہے ٭

مقدمہ سوفتہ کا فیصلہ

گذشتہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہندوؤں کے انبوہ کثیر نے سوفتہ کے غریب مسلمانوں پر جو یورش کی۔ اور گورنمنٹ کی صریح اجازت کے باوجود اپنے زور بازو سے اس قصبہ کے لوگوں کو جو خالص اسلامی قصبہ ہے۔ ذبیحہ بقر سے روکے رکھا۔ وہ ایسی سینہ زوری ہے۔ جو بے چارے مسلمانوں پر ہی کی جا سکتی ہے اس فساد کے مقدمہ کے فیصلے کے لئے جو سپیشل مجسٹریٹ مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے ۲۴ ہندوؤں کو اٹھارہ اٹھارہ ماہ قید سخت۔ آٹھ کو چھ چھ ماہ قید سخت اور آٹھ کو عدالت کے برخواست ہونے تک بیٹھے رہنے کی سزا دی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی چیرہ دستیوں۔ مسلمانوں پر ستم آرائیوں اور احکام کی علانیہ توہین کے پیش نظر یہ سزائیں ایسی معمولی ہیں۔ کہ مجسٹریٹ کے فیصلہ پر تعجب آتا ہے۔ سوفتہ کے بلوہ کے متعلق مسٹر مارٹن سرکاری تفتیش کنندہ نے صاف طور پر اپنی رپورٹ میں لکھا تھا یہ تمام روح فرسا واقعات سراسر ہندوؤں کی فساد پسندی کا نتیجہ ہیں۔ لیکن فیصلہ کرنے والے افسر نے جو سزائیں دی ہیں۔ وہ شائد ہی فساد پسندی کی سپرٹ کو آئندہ کچلنے کے لئے کافی ہوں۔

دربار کشمیر اور سیلاب زدگان کی امداد

گذشتہ دنوں پنجاب میں جو ہولناک سیلاب آئے۔ ان سے ریاست جموں و کشمیر کا ایک علاقہ بھی بہت بری طرح تباہ ہوا ہے۔ مگر یہ خوشی کا مقام ہے۔ کہ دربار کشمیر نے اس موقعہ پر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے غریب اور تباہ حال لوگوں کی امداد کیلئے پانچ لاکھ کی رقم منظور کرنے کے علاوہ فصل ربیع کے لگان کی وصولی بھی ملتوی کر دی ہے۔ نیز ریاست سے اشیائے خورد و نوش کی برآمد روک کر بیرونجات سے درآمد کا بھی انتظام کیا ہے۔

امید ہے۔ یہ امداد ان ستم رسیدہ لوگوں کو دوبارہ اپنے کاروبار جاری کرنے اور از سر نو وسائل معاش پیدا کرنے میں بہت حد تک ممد ہوگی۔ دربار کشمیر کی یہ رعیت نوازی لائق صد تحسین ہے۔

چونکہ پنجاب کا بھی ایک کثیر حصہ سیلاب سے بہت بچھ تباہ ہوا ہے۔ اور ہزاروں لوگ خانماں برباد ہو گئے ہیں۔ اسلئے حکومت پنجاب کو بھی اس موقعہ پر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دینا چاہیے۔ اور فراخ حوصلگی سے ستم رسیدگان کی امداد کرنی چاہئے۔ جہاں تک اخبارات سے معلوم ہو سکا ہے۔ گورنمنٹ نے پچاس ہزار کی قلیل رقم بطور تقاوی تقسیم کرنے کے علاوہ فی الحال اور کسی امداد کا اعلان نہیں کیا لیکن دربار کشمیر کے مقابلہ میں حکومت پنجاب کی یہ امداد رقم اس کے شایان شان نہیں۔ نیز تقاوی چونکہ ایک قسم کا قرضہ ہوتا ہے۔ جو زمینداروں کو آخر ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بھی یہ مدد تسلی بخش نہیں کہی جا سکتی۔

اشارات

سنا گیا ہے۔ جب ممبران اشاعت اسلام لاہور "الفضل" میں شائع شدہ "کچے چٹھے" پر غور و فکر کرنے کے لئے ایک غیر معمولی میٹنگ میں جمع ہوئے۔ جس کا ایجنڈا خود سیکرٹری صاحب نے لکھا۔ خود ہی دستی پریس پر چھاپا۔ اور خود ہی لفافوں میں بند کر کے۔ ممبروں کے پاس بھجوایا۔ تو بے چارے ایک ناکردہ گناہ کی شامت آگئی۔ اسے بلا کر خوب ڈرایا۔ اور دھمکایا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خاص دل گردہ کا آدمی تھا۔ کئی ایک نہایت مشتعل اور غصہ میں بھرے ہوئے "اہل الرائے" کے مقابلہ میں اکیلا ہی پورا اترا۔ جو بھی الزام اس پر لگایا گیا۔ وہی الٹا کر اس نے ان "پاک ممبروں" پر چپکا دیا۔ اور انہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی فہمائش کرتے ہوئے چلتا بنا۔

یہ بھی سنا گیا ہے۔ میٹنگ نہایت افراتفری کی حالت میں منعقد کی گئی۔ اور چند ایک ممبر ہی مجتمع ہو سکے۔ چونکہ ان کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اس لئے کئی ایک کے دستخط دوسرے دیانتدار ممبروں نے کر کے ان کے نام شائع کر دیئے۔ حالانکہ انہیں کچھ بھی معلوم نہیں۔ کہ وہاں کیا ہوا۔ یا کیا نہ ہوا۔

"پیغام" نے ایک دفتری اعلان پر جو غیر مبائعین کے متعلق واقفیت بہم پہونچانے کے لئے شائع ہوا۔ رائے زنی کرتے ہوئے انسانیت اور شرافت کی وہ مٹی پلید کی ہے۔ جس کی توقع ذلیل ترین انسانی طبقہ سے بھی نہیں کی جا سکتی۔ ارشاد ہوتا ہے "کیا جماعت احمدیہ کو اب سیم و زر اور رشتہ و ازدواج کے ذریعہ صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جائیگی"۔

اول تو یہی بات قابل دریافت ہے۔ کہ یہ پراگندہ طبع اور پراگندہ احوال لوگ "جماعت احمدیہ" کب سے بنے۔ واجب الاطاعت امام کے بغیر "جماعت" یعنی چہ۔ پھر سیم و زر تو وہی لوگ لٹا سکتے ہیں جنھیں اپنے ہاتھ رنگنے کا خوب موقعہ مل رہا ہو۔ ہماری غریب جماعت کو یہ جرأت کہاں۔ اسی طرح ہم تو منکرین حضرت مسیح موعود کے ہاں لڑکیوں کا رشتہ کرنا جائز ہی نہیں سمجھتے۔ کیا غیر مبائعین احمدی کہلا کر اس بارے میں حضرت مسیح موعود کے صاف اور صریح فتوے کی خلاف ورزی پر اسی لئے زور دیتے ہیں۔ کہ "رشتہ و ازدواج کے ذریعہ" اپنے فریق میں اضافہ کریں۔ اور اسی وجہ سے غالباً انہیں غیر احمدیوں میں وہ ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے۔ جس کا ذکر چند ہی روز ہوئے۔ بڑے فخر کے ساتھ "پیغام صلح" نے کیا تھا۔

نفس کے بندو۔ اگر پیٹ کی خاطر تم نے حضرت مسیح موعود کو مانکر چھوڑ دیا اور اپنے عقائد کو بدلا تھا۔ تو کم از کم غیرت کو تو اس حد تک پائمال نہ ہونے دیتے۔ کہ ہر دلعزیز بننے کی خاطر عقائد کے سخت اختلافات کے باوجود اپنی لڑکیاں غیروں کو دینے لگ جاتے۔ جو لوگ خود اس درجہ بے غیرتی دکھا رہے ہوں۔ وہ اگر ہم پر "رشتہ و ازدواج کے ذریعہ سے صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنے" کا الزام لگائیں۔ تو تعجب ہی کیا ہے۔ وہ اپنے اوپر قیاس کر رہے ہیں۔

"پیغام صلح" نے اپنے آخری ہی نمبر کے متعلق اعلان کیا ہے "آئندہ کسی صاحب کو مفت پرچہ نہیں بھیجا جائے گا"۔ مطلب یہ کہ اس اعلان کی تاریخ اشاعت ۱۱۔ستمبر تک یہ نمبر مفت ہی بٹتا رہا ہے۔ پھر پیغام کو یہ مطالبہ کرنے کا کیا حق ہے "جن احباب کے ذمہ آخری ہی نمبر کی قیمتیں ہیں۔ وہ جلد ادا فرمائیں" بلا پہلے مفت دے کر اب قیمت طلب کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔ علاوہ ازیں پیغام نے جب پہلے ہی یہ قرار دے دیا تھا۔ کہ "قیمت آرڈر کے ہمراہ آنی چاہیئے"۔ تو پھر کسی کے ذمہ اس پرچہ کی قیمت لگانے کے کیا معنی۔ کیا دوبارہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم ان "شاندار" جلسوں کی "تفصیل" کا بڑے شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ جو بقول پیغام اس کی تحریک پر "یوم میلاد النبی کی تقریب پر طول و عرض ہند میں" منعقد ہوئے۔ اور جن کے متعلق اس نے لکھا تھا "تفصیل بعد میں درج کی جائیگی"۔

اس وعدہ کے بعد پیغام کے متعدد پرچے نکل چکے ہیں۔ مگر تفصیل چھوڑ کسی میں اختصار بھی نظر سے نہیں گذرا۔ کیا وعدہ لیفائی کا کبھی موقعہ آئے گا۔ یا نہیں۔

بات یہ ہے۔ ان لوگوں نے ہماری ریس میں جلسے منعقد کرانے کا اعلان تو کر دیا۔ لیکن اس میں انہیں ایسی شرمناک ناکامی ہوئی ہے۔ کہ منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں رہے۔

انجمن اشاعت اسلام کے متعلق جو مضمون ۷ ستمبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس کی چند سطور کی نسبت چونکہ ماسٹر یعقوب خاں صاحب نے بذریعہ ایک ایڈوکیٹ ہمیں مخاطب کیا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی اپنے مشیر قانونی کی وساطت سے انہیں جواب دے دیا ہے۔ چونکہ اس مضمون کی غرض صحیح اور درست حالات تک پہونچنا ہے۔ اس لئے ہم انجمن مذکور کو موقعہ دیتے ہیں۔ کہ باقی امور کے متعلق اگر اس کے پاس معقول جواب ہو... اور وہ بیلاگ بیان کردہ واقعات پر روشنی ڈال کر اطمینان دلا سکے۔ تو ہم (؟) اس کے بیان کو بھی بلا کم و کاست شائع کرنے کو تیار ہیں۔

درس القرآن کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

علماء اور دوسرے اصحاب کیلئے چند ضروری باتیں

۷ ستمبر ۱۹۲۸ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے درس القرآن میں شامل ہونے والے احباب کو مخاطب کر کے حسب ذیل تقریر فرمائی

دنیا میں بہتر سے بہتر چیز بھی اس وقت تک کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ جب تک اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کی جائے۔ قرآن دنیا میں ہدایت قائم کرنے کے لئے آیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور آپ کی قربانیوں کا منشاء دنیا میں

ہدایت قائم کرنا

تھا۔ مگر باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانیوں اور تکالیف برداشت کرنے کے ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا اسی طرح بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا جہالت کی وجہ سے اس ہدایت کو ماننے سے رکی ہوئی تھی مگر آج وہ سمجھتی ہے۔ اسے ایسے علوم مل گئے ہیں۔ کہ خدا کی طرف توجہ کرنے کی اسے ضرورت نہیں رہی۔ اور یہ روک جہالت کے پردہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس پردہ کی وجہ سے جو جہالت پیدا ہوتی ہے۔ وہ بہت مشکل سے دور ہو سکتی ہے۔ اور یہ کام خدا تعالےٰ نے

ہماری جماعت کے سپرد

کیا ہے۔ جب تک ہماری جماعت یہ کام نہ کریگی دنیا میں تغیر نہ پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث ہوئے چالیس سال کے قریب ہونے لگے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ جس رنگ میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے جماعت نے ابھی قدم بھی نہیں اٹھایا۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ

جو اصحاب درس میں شامل ہوئے

ہیں۔ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ان کے لئے بھی یہ ایام تکلیف کا موجب تھے۔ کہ گرمی میں انہیں محنت کرنی پڑتی تھی اور میرے لئے بھی یہ تکلیف معمولی نہ تھی۔ میں ان ایام میں راتوں کو بیٹھکر کام کرتا رہا۔ اور ۱۲-۱۲ بجے تک مصروف رہا۔ دن کو بھی ایک دو لقموں سے زیادہ نہ کھا سکا۔ گویا رات دن محنت کر کے ان ایام میں کام کیا گیا۔ اس خیال سے کہ درس علمی طور پر ہو۔ صرف وعظ نہ رہے۔ میں نے کوشش کی کہ احباب علمی باتوں سے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور پھر دوسروں تک وہ علمی باتیں پہنچا سکیں۔ اور انہیں اپنی تحقیق بنا سکیں۔ اب اگر یہ سب باتیں ضائع چلی جائیں۔ تو اتنی تکلیف اٹھانے کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پس میں احباب کو

پہلی نصیحت

تو یہ کرتا ہوں۔ کہ اس درس کے نتیجہ میں تبلیغ میں نمایاں حصہ لیں۔ اپنی ذاتوں اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیں۔ کہ جماعت کی ترقی کے لئے انہوں نے خاص کوشش اور سعی شروع کر دی ہے دیکھو حضرت مسیح کے حواریوں کو کتنا ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ اور دنیوی لحاظ سے ان کی حالت کس قدر کمزور تھی۔ مگر وہ گیارہ نکلے اور انہوں نے دنیا میں تغیر پیدا کر دیا۔ پھر کیا

مسیح محمدی کے حواریوں میں

اتنی بھی قوت جاذبہ نہ ہونی چاہیئے۔ جتنی مسیح موسوی کے حواریوں میں تھی۔ اور قرآن کریم ایسی کتاب کو لے کر نہیں ہونی چاہیئے؟ پھر کیا ان سینکڑوں آدمیوں کا جنہوں نے ان دنوں اگر قرآن کریم کا درس سنا۔ اتنا کام بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ جتنا ان گیارہ نے کیا۔ اگلے سال اتنا کام نظر آنا چاہیئے۔ جو ان گیارہ کے کام سے بہت بڑھکر ہو

دوسری بات

میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کے ایک حصہ کا نام بھی قرآن ہی ہے۔ جب قرآن کا معتدبہ حصہ آپ لوگوں نے سنا ہے۔ تو یہ بھی قرآن ہی سنا ہے۔ اس سے دنیا کو بھی فائدہ پہونچائیں۔ آپ لوگ اپنی اپنی جگہ پر جا کر

قرآن کریم کا درس

دیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر کوئی صاحب کہیں۔ کہ انہیں دوسرے کام کرنے ہوتے ہیں۔ وقت کم ملتا ہے۔ تو میں دکھا سکتا ہوں۔ کہ دوسرے کاموں میں بہت مشغول رہنے والے بھی درس دے سکتے ہیں۔ کسی کام کا بوجھ اس وقت محسوس ہوتا ہے۔ جب انسان کو اس میں خوشی نہ ہو۔ اگر انسان قرآن پڑھنے پڑھانے میں خوشی محسوس کرنے لگے تو یہ کام بھی اس کے لئے ٹینس اور کرکٹ سے زیادہ دلچسپ بن سکتا ہے۔ دوسروں میں ایسے لوگوں کی میں مثال دے سکتا ہوں۔ وہ جہاں جاتے ہیں۔ درس شروع کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہاں ہوتے ہیں درس دیتے ہیں۔ اگر وہ ایک معزز سرکاری عہدہ پر ہوکر درس دے سکتے ہیں۔ تو ہماری جماعت کے ایسے لوگ کیوں نہیں دے سکتے؟

ہندوؤں اور عیسائیوں میں بڑے بڑے معزز لوگ دینی کام بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ اسی ضلع کے ایک ڈپٹی کمشنر صاحب تھے۔ وہ آئت وار کے دن اپنے مسلمان نوکروں کو جمع کر کے گرجا کرانا شروع کر دیتے تھے۔ پس اور لوگ دینی کام کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ ہمارے احباب دین کے کاموں میں حصہ نہ لیں۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے اپنے مقام پر درس دیں

تیسری بات

میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دین کی اشاعت میں تحریری طور پر بھی کوشش کریں۔ اس وقت یہاں علماء بھی بیٹھے ہیں۔ ان کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ ان کا تحریر کا کام بہت کم رہ گیا ہے۔ سوائے ایک دو کے ان میں سے کوئی اس میں حصہ نہیں لیتا۔ مولوی اللہ دتا صاحب کے مضامین ہوتے ہیں۔ کسی اور کا بہت کم نام دیکھنے میں آتا ہے۔ ابھی شکایت پہونچی ہے۔ کہ علماء نے چونکہ

تحریری کام

چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے جماعت کی علمی ترقی نہیں ہوتی۔ علماء کے سوا اور لوگ بھی تحریر کا کام کر سکتے ہیں۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب علماء میں سے نہیں۔ لیکن بہت مفید مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ غیر مبایعین میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بکثرت مضامین ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے مضامین کو علمی بنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ جس میں اکثر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ علمی مذاق کو ترقی دے۔ اور یہ

علماء اور گریجوایٹوں کا کام

ہے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں۔ دوسرے کاموں کی وجہ سے ہم علمی مضامین نہیں لکھ سکتے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ ان کی اس قسم کی مجبوریاں لوگوں کے سامنے نہیں جاتیں۔ بلکہ عمل جاتا ہے۔ اور انہیں عملی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اسی طرح جو گریجوایٹ ہیں۔ اور جو گریجوایٹ نہیں۔ لیکن علمیت رکھتے ہیں وہ بھی مضامین لکھیں۔ ہمارے

انگریزی خواں نوجوانوں میں

ڈاکٹر شاہ نواز صاحب ہیں۔ جنہیں مضامین لکھنے کا شوق ہے۔

انہوں نے یہہ کام اسی طرح شروع کیا۔ کہ مجھ سے پوچھکر کسی مضمون کے متعلق نوٹ لکھ لیتے۔ اور اپنی تحقیقات اور کوشش سے اس مضمون کو مکمل کر لیتے۔ جنہیں مضمون لکھنے کی کافی مشق نہ ہو۔ وہ اس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ علماء اور اہل علم لوگوں سے واقفیت بہم پہنچا کر مضمون تیار کر لیا کریں۔

میری معرفت بھی الفضل میں چھپنے کے لئے مضامین آتے رہتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ ان میں سے

اکثر مضامین

ایسے ہوتے ہیں۔ جو شائع ہونے کے قابل نہیں ہوتے۔ اور پھر مضمون لکھنے والے شکایت کرتے ہیں۔ کہ ان کے مضمون کیوں شائع نہیں کئے گئے۔ اگر اس قسم کے مضمون چھپنے لگیں۔ تو اخبار ایک سال کے اندر اندر بند ہو جائے۔ ایسے لوگ تو مضامین بھیجتے رہتے ہیں لیکن جنہیں لکھنا آتا ہے۔ وہ نہیں لکھتے۔ اس

درس کے دوران

میں آپ لوگوں نے سنا ہے۔ کہ ہمارا نام رقیم رکھا گیا ہے۔ یعنی لکھنے والے مگر لکھنے کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کو بہت کم توجہ ہے میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ احباب اپنے اپنے رنگ میں مضامین لکھیں۔ اس طرح ان کی اپنی علمیت میں بھی ترقی ہوگی۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچیگا۔

علماء کو

خاص طور پر مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ اصحاب کہف والی غفلت کو دور کریں۔ اور کام کریں۔ علماء نے سمجھ لیا ہے۔ کہ اب انہیں مضامین لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ اب بھی ضرورت ہے وہ مضامین جو پہلے ہماری طرف سے لکھے گئے۔ لوگ بھول گئے ہیں۔ اور اب وہ یہہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ ان کا علم مٹ گیا ہے۔ اور نقل رہ گئی ہے۔ ہمارے علماء سمجھتے ہیں۔ دلائل کا کافی ذخیرہ وہ جمع کر چکے ہیں۔ اب انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہہ کافی نہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ نئے نئے مضامین لکھیں۔ نئے دلائل اور نئے طریق سے ان پر روشنی ڈالیں۔ تو اس سے ثابت ہو۔ کہ ہماری جماعت زندہ جماعت ہے۔ اور روز بروز علمی زندگی میں ترقی کر رہی ہے۔ یہہ نہایت ضروری بات ہے۔ احباب کو بہت جلد اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

چوتھی بات

عملی حالت کے متعلق ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دین کے لئے قربانی اور ایثار کا نمونہ بنیں۔ اصحاب کہف کو دیکھو انہوں نے دین کے لئے کس قدر تکالیف اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی الہام ہے۔ ام حسبتم ان اصحٰب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے۔ کہ یہہ پیشگوئی ہے۔ اور اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ہمارے ساتھ بھی ایسے واقعات ہونگے۔ ہمیں بھی قربانیاں کرنی چاہئیں۔

اس سال قحط کے آثار

نمودار ہو رہے ہیں۔ اور زمیندار احباب چندوں میں کم حصہ لے رہے ہیں۔ اس لئے آمد کم ہو رہی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ابھی سے احباب کوشش کریں۔ اور جو لوگ سست ہیں۔ انہیں توجہ دلائیں۔ تاکہ آمد کی کمی کا جو خطرہ ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ اور ہماری ترقی کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ جب کسی قوم کی ترقی کے راستہ میں روڑا اٹک جاتا ہے۔ تو پھر رستہ صاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس احباب کو جماعت کی مالی حالت اور ساتھ ہی اخلاقی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

میرا ارادہ ہے کہ اس درس کے نوٹ شائع کرتے وقت چھ پارے مکمل کر دوں۔ سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ بھی شامل کر دوں باقی چودہ پارے رہ جائیں گے۔ وہ آئندہ جب خدا تعالےٰ چاہے یا اگلے سال ہی ہو جائیں گے۔

اس دفعہ درس کے متعلق بعض غلطیاں ہو گئیں درس سننے کے لئے جو اصحاب آئے انہوں نے پوری چھٹیاں نہ لیں بعض پہلے حصہ میں شامل نہ ہو سکے۔ اور بعض پچھلا حصہ سننے سے قبل چلے گئے۔ آئندہ پوری چھٹیوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اور جنہوں نے اس سال درس سنا ہے۔ انہیں آئندہ بھی آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ابھی سے نام لکھا دینے چاہئیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی تحریک ہو۔

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

۱۷ جون کے جلسوں کی مبارک تحریک جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے کیگئی تھی۔ خدا کے فضل و رحم سے نہایت کامیاب ہوئی۔ اور اب جو فضا پیدا ہو گئی ہے۔ احباب کو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس موقعہ پر الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع کیا گیا تھا۔ جس میں خصائل حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نہایت مفید اور علمی مضامین درج ہیں۔ مردوں کے مضامین بھی ہیں۔ اور خواتین کے بھی۔ میں جماعت احمدیہ کے ہر ایک امیر و سکرٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لا کر الفضل کے اس نمبر کی توسیع اشاعت میں ممد و معاون ہوں۔ تاکہ ہر ایک جماعت کے افراد جمع ہو کر ایک تعداد پرچوں کی معین کر لے۔ اور اتنے پرچے اپنے حلقہ اثر میں فروخت کرا دیں۔ تاکہ آنحضرت صلعم کا ذکر خیر پھیلے۔ اور دنیا اس بے نظیر محسن کو پہچانے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مسئلہ ختم نبوۃ کا آسان فیصلہ

قرآن مجید کی ایک نہایت زبردست دلیل

ختم نبوۃ کے معنی احمدی نقطۂ خیال سے

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مسیح موعود نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس وقت سے مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت پر بحث ہوتی چلی آئی ہے۔ احمدی جماعت کا عقیدہ ہے۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کا یہہ منشا ہے۔ کہ بعد آنحضرت صلعم دنیا میں اب کوئی ایسا نبی آنے والا نہیں جو ملت محمدیہ کو منسوخ کر دے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے باہر ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی ذات مبارک پر نبوۃ کے کل کمالات ختم ہو چکے۔ آئندہ کوئی کمال بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہو سکتا اور آنحضرت کا سب سے بڑا کمال افاضہ روحانی ہے۔ جس کیوجہ سے ایک سچا مسلمان مرتبہ نبوت بھی پا سکتا ہے۔

ختم نبوۃ کے معنی غیر احمدی نقطۂ خیال سے

غیر احمدی احباب کا یہہ عقیدہ ہے بے شک آنحضرت صلعم پر جملہ کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ مگر آنحضرت صلعم کے افاضہ کمال سے کوئی نبوت کے مرتبہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ خواہ وہ آنحضرت صلعم کے لئے اپنے ہر ذرہ کو قربان کر دے۔ کیونکہ اب بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی آ نہیں سکتا۔

تعجب مگر یہہ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ یوں تو سب مسلمان آنحضرت صلعم کو رحمت للعالمین مانتے ہیں۔ اور مرتبہ نبوت کو رحمت الہٰی یقین کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو سب سے کامل نبی مانتے ہیں۔ مگر پھر کہتے یہ ہیں۔ کہ ذات رحمت للعالمین رحمت الہٰی کو روکنے والی ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ مگر یہہ کہتے ہیں۔ محسن خواہ کتنا ہی بڑا محسن ہو۔ رحمت الہٰی جو نبوت کے رنگ میں جاری تھی۔ وہ اب قریب نہیں۔ بلکہ ایسی دور ہو گئی ہے۔ کہ ابد الآباد تک یہ دروازہ ہی بند کر دیا گیا ہے۔ پھر تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلعم کو اکمل الکاملین کہتے ہیں اور اس کا ثبوت یہہ دیتے ہیں۔ کہ آپ کے فیضان باطنی سے اب کوئی کامل انسان نہیں ہو سکتا۔ جو ہوگا وہ درجہ کمال سے نیچے ہی رہیگا۔ مگر یہہ تو دراصل کمال محمدی کا انکار ہے۔ اس لئے ہم ایسے عقیدہ سے دل سے بیزار ہیں۔ علما کا تو یہہ خیال ہے۔ کہ چونکہ کمال

کمال نبوۃ اب کسی کو مل نہیں سکتا۔ اس لئے اب اس امت کی اصلاح کے لئے آخری زمانہ میں نبی اللہ مسیح موسوی تشریف لائینگے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ اگر ایسا واقعہ ہو تو اس دن یہہ تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ اسلام کی کشتی کی نجات اس وقت جبکہ وہ سخت سے سخت گرداب میں پڑی ہوگی جس وقت امت محمدیہ ہر دو کر بزبان اورج گیادی کہتی ہوگی۔

مسلم کی فریاد

المدد المدد اے ہاشمی و مطلبی
ذات اقدس پہ ہوئی ختم ہے عالی نسبی

المدد اے گہر بحر شفاعت طلبی
المدد اے شہ مکی مدنی العربی

محشرستان جہاں میں الم اندوز ہیں ہم
ستم غیر سے دل ریش ہیں دل سوز ہیں ہم

کب تلک امت مرحوم کی لینگے نہ خبر
کب تلک صورت بیمار ہے مضطر ہیں ہم

چھوڑ کر آپ کی چوکھٹ کو کہاں چھوڑیں
رحم فرمایئے اے شافع روز محشر

لب فریاد میں فریاد کی طاقت نہ رہی
جان بچنے کی ہماری کوئی صورت نہ رہی

(رسالہ صوفی مجریہ نومبر ۱۹۲۱ء)

اس فریاد کو سنکر حضرت نبی اکرم صلعم کے فیض سے درجہ کمال کو پانے والا تو کوئی ایسا نہیں۔ جو اس بیڑے کو بحیثیت وارث محمد صلعم پار کرکے اپنے روحانی باپ رسول اللہ صلعم کی عزت کو قائم کردے۔ مگر اس وقت ایک خدا کا نبی جو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہ آئیگا۔ اور وہی اپنے کمال ذاتی سے امت محمدیہ کی پریشاں حال فریاد کناں بھیڑوں کو بھیڑیوں سے بچائیگا۔ اگرچہ وہ اپنے اس احسان کو نہ جتلائے۔ لیکن دجال زبان حال سے کہہ اٹھیگا۔ کہ اے مسلمانو الحق فی ال عیسیٰ دیکھو تمہیں جس نے بچایا وہ عیسیٰ ہی ہے۔ آج نہ احمد تمہارے لئے چارہ گر نہ ہوا نہ وہ علماء تمہارے کام آئے جن کے متعلق تم اپنے نبی کی فضیلت جتانے کے لئے کہا کرتے تھے۔ کہ امت محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ اور نہ تمہارے اولیاء عظام ہی تمہارے کام آئے۔ اگر کام آیا تو خدا کا بیٹا خداوند یسوع مسیح ہی کام آیا۔

احمدی جواب

مگر جماعت احمدیہ جو ظاہرین علے الحق ہے۔ صاف کہدے گی۔ الحق فی ال محمد آل محمد ہی حق پر ہے۔ وہ کسی ایسے شخص کے فیضان کی محتاج نہیں جو فیضان محمدی سے پرورش پانے والا نہیں۔ ایک مسیح ناصری کیا محمد رسول اللہ وہ کامل نبی ہے۔ کہ جس کے فیضان سے لاکھوں مسیح پیدا ہوئے۔ اور ہوتے رہیں گے۔ جس کا زمانہ شاہد ہے۔ اور کیا ہی سچ کہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ او بے شمار

پس یاد رکھو۔ ہمارا نبی زندہ نبی ہے۔ اور اس کا فیضان تاقیامت جاری ہے۔ اور ٹھیک اس مصیبت کے وقت وہ ہمارا آقا جس کو ہم نے مدد کے لئے پکارا تھا۔ اپنے وعدہ کے مطابق آیا۔ مگر بروزی رنگ میں آیا۔ جس کی وجہ سے فتنہ دجالی نمک کی طرح پگھلا جارہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ بجز اسلام جملہ ملتیں کمزور ہوجائیں۔ اور ایسا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ فیضان محمدی کا کمال آخرین بھی دیکھ لیں۔

تم تو کہتے ہو۔ کہ اب بجز عیسیٰ کے کوئی چارہ کار نہیں لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمارا آقا تو عیسیٰ گر ہے۔ اور کسی نے خوب کہا ہے

عیسیٰ کے معجزوں نے مردہ جلائے ہیں
احمد کے معجزوں نے عیسیٰ بنائے ہیں

میں جوش صداقت کی وجہ سے اصل مضمون سے دور چلا گیا ناظرین معاف فرمائیں۔ میں نے ایسا ارادۃً نہیں کیا۔ بلکہ اس زندہ نبی کی محبت نے جو بواسطہ حضرت احمدؑ مجھے کسی قدر حاصل ہے۔ مجھ سے جبراً وہ لکھایا جو میں نے اوپر لکھا ہے۔ اور میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے دنیا کا تمام دکھ منظور ہے۔ پر محمد رسول اللہ صلعم پر مسیح کا احسان کسی طرح پسند نہیں۔

واللہ علے ما اقول شہید

ختم نبوۃ اور لانبی بعدی کے قرآنی معنے

اب میں مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت قرآن مجید کی پاکیزہ روشنی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کو مثیل موسیٰ خاص طور پر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ؏ ۲ یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہی دینے والا تم پر جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

اب یہ تو اہل علم پر ظاہر ہی ہے۔ کہ موسےٰ علیہ السلام نے کھلے لفظوں میں آنحضرت صلعم کی آمد کی پیشگوئی کی تھی جواب تک تورات میں اس طرح موجود ہے۔ یقیم لک الرب الٰھک نبیاً من وسطک من اخوتک مثلی لہٗ تسمعون (کتاب استثناء)

یعنی اے بنی اسرائیل رب جو تمہارا معبود ہے۔ وہ تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے میری مثل ایک نبی پیدا کریگا۔ تم اس کی فرمانبرداری کیجیو۔

پس نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جس مثیل موسیٰ کی خبر تورات میں تھی وہ از روئے وحی قرآنی جناب رسالتمآب حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ نہ کوئی اور یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل آنحضرت صلعم کو خوب پہچانتے ہیں۔ کہ محض "وہ نبی" کہنا ہی آنحضرت صلعم کی ذات کی شناخت کے لئے کافی ہے۔ پس آنحضرت صلعم کا مثیل موسیٰ ہونا تو مسلمہ امر ہے۔ اس لئے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں

حضرت موسیٰؑ کی شان میں یہود کا یہہ یقین ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین تھے۔ اگر کسی صاحب کو یقین نہ ہو۔ تو وہ تفسیر مجمع البیان میں زیر آیت ماکان محمد ابا احد... خاتم النبیین خود دیکھ لیں۔ وہاں صاف لکھا ہے۔ ان الیھود یدعون فی موسیٰ مثل ذالک وھم مع ذالک یجوزون بعدہٗ انبیاء۔ یعنی یہود حضرت موسیٰ کو خاتم النبیین کہتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ وہ ان کے بعد انبیاء کا آنا جائز رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ اور مثیل موسےٰ

پس ہمیں یہہ معلوم ہوگیا۔ کہ آنحضرت صلعم کو حضرت موسیٰؑ سے کامل مماثلت ہے۔ اور یہ بھی کہ قرآن مجید سے پہلے لفظ خاتم النبیین کا استعمال موسیٰؑ کے حق میں کیا گیا نہ ان معنوں میں کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ ان معنوں میں کہ حضرت موسیٰؑ جملہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے بڑے ہیں۔ کوئی دوسرا ان کی مثل نہیں تھا۔ بلکہ وہ سب کے سب انبیاء حضرت موسیٰ کی شریعت کے پیرو تھے۔ اگرچہ ان کی نبوۃ مستقل نبوۃ تھی لیکن وہ موسوی شریعت کے ہی خادم تھے۔

اب ہم واقعات کو دیکھتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دو ہزار برس تک تو کوئی موسیٰ جیسا نبی پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے یہہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ موسےٰ کے بعد موسیٰ کی مانند بجز مثیل موسیٰ حضرت محمد صلعم اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں تمام درمیانی نبیوں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو موسیٰ کی مانند نبی قرار دیا۔ جس کے صاف یہی معنی ہیں۔ کہ درمیانی انبیاء میں سے کوئی بھی حضرت موسیٰ کی مانند نہ تھا۔ اور یہی حق ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جب جنوں نے قرآن مجید آنحضرت صلعم سے سنا اور وہ واپس اپنی قوم کی طرف گئے۔ تو اپنی قوم سے کہا۔

یاقوم انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسےٰ

اے ہماری قوم ہمنے وہ کتاب سنی ہے۔ جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔ اب بتاؤ قرآن مجید بعد موسیٰ کن معنوں میں ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ دراصل قرآن مجید کا نزول حضرت عیسیٰ کے بعد ہے۔ بلکہ ان کے بعد بھی بعض اور نبی ہوئے۔ پھر قرآن مجید نازل ہوا۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کلام نزول قرآن مجید کو حضرت موسیٰ کے بعد قرار دیتا ہے۔ اس کا اصل سبب یہ ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد صاحب شریعت نبی صرف مثیل موسیٰ حضرت محمد صلعم ہی ہوئے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کو بعد موسیٰ کہا گیا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ بعد عیسیٰ نہ کہا جاتا۔ پس خدا تعالےٰ کا جملہ درمیانی انبیاء کو چھوڑ کر قرآن مجید کے نزول کو موسےٰ کے بعد نازل ہونے والا قرار دینا صرف اسی وجہ سے ہے۔ کہ تورات جو کتاب موسیٰ ہے۔ اس کا دور اس وقت ختم ہوا جبکہ قرآن مجید نازل ہوا۔ تورات کے متعلق اس بات کو ثابت کرنا کہ وہ آنحضرت کی آمد تک مروج تھی۔ اور جملہ درمیانی انبیاء اسی کے

خادم تھے۔ ایک معمولی بات ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (یحکم بھا النبیون الذین اسلموا) (اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل) وغیرہ من الآیات الفرقان) ہمارے لئے شاہد ناطق ہیں۔

پس خدا کے کلام سے ثابت ہوگیا۔ کہ تورات کے بعد اگرچہ زبور۔ انجیل بھی خدا کی الہامی کتابیں تھیں۔ لیکن چونکہ وہ تابع تورات تھیں۔ اس لئے موسیٰ کے بعد قرآن کا نزول کہنا بالکل درست ہے۔ لہذا یہ ماننا پڑا کہ کتابًا انزل من بعد موسیٰ کے یہ معنی ہیں کہ دور موسوی کو ختم کرنے والی کتاب قرآن ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لا نبی بعدی کے یہ معنے ہوئے کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں جو دور شریعت محمدی کو ختم کرنے والا ہو۔ اور یہی وہ معنے ہیں۔ جو تمام اکابرین امت محمدیہ آج تک کرتے رہے۔ اور ہمارے زمانہ کے علماء انکار کرتے رہے۔ اور کہتے رہے۔ کہ لا نبی بعدی کے یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا۔ لیکن اب ہم نے محض خدا کے فضل سے قرآن مجید سے ہی لفظ بعد کا استعمال ان معنوں میں دکھا دیا ہے۔ اور اس سے انکار کرنا ممکن نہیں۔ مگر اس شخص کے لئے جو دل کا اندھا ہو۔ [illegible]

([illegible])

بانی اسلام کے تمام دنیا پر احسانات

اسلام سے پہلے زمانہ جہالت میں جو دنیا کی حالت تھی۔ وہ ہر ایک ذی علم پر عیاں ہے۔ جبکہ تمام عالم کفر و شرک کی تاریکیوں میں مبتلا تھا لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش میں مشغول تھے۔ حق پرستی کا نشان مٹ چکا تھا۔ فسق و فجور کا بازار گرم تھا۔ یاد آخرت و دنیائے فراموش کردی تھی۔ خاصکر عرب کی حالت بہت خراب تھی۔ خصوصًا نسوان کی حالت تو بہت قابل رحم تھی۔ اس کمزور ہستی پر طرح طرح کے ظلم کئے جاتے تھے۔ ان کو ایک حقیر اور ناپاک ہستی خیال کیا جاتا تھا۔ وراثت سے انہیں قطعًا محروم رکھا جاتا تھا۔ غرضیکہ عورت کی بیکسی کی انتہا نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس مظلوم فرقہ کی آہ و زاری کو سنا۔ ناگاہ غیرت حق جوش میں آئی۔ رحمت کا دریا موجزن ہوا صحرائے عرب میں فاران کی چوٹیوں سے ابر رحمت نمودار ہوا جس سے خشک کھیتیاں سرسبز ہوئیں سو ویرانے آباد ہوئے رحمت کی ہوائیں چلنے لگیں۔ تاریک دل نور توحید سے منور ہو گئے۔ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ تاریکیاں دور ہوئیں۔ آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ نور کی صبح روشن ہوئی۔ بیمار روحوں نے شفا پائی۔ مردہ دلوں نے زندگی حاصل کی۔ وہ لوگ جو کفر و شرک کے گڑھوں میں مدتوں مبتلا تھے۔ ایسے باخدا انسان بن گئے۔ کہ انہوں نے اسلام کے لئے اپنی جانیں مال اور اولاد سب فدا کر دیں۔ دین محمد کو دنیا کے کنارے تک پہونچا دیا۔ اور دین کی راہ میں ہر ایک تکلیف اور مصیبت کو بخوشی برداشت کیا۔ اور آج ان کے نام ستاروں کی طرح روشن ہیں۔ اور دنیا ان کے واقعات پڑھکر اپنا ایمان تازہ کرتی ہے۔ یہ سب کچھ رسول کریم کی پاک اور کامل تعلیم کا نتیجہ تھا۔ رسول پاک خاصکر عورتوں کے لئے ابر رحمت بنکر آئے آپ کے اس ناتواں ہستی پر تو بہت ہی بڑے احسان ہیں جن کا شمار کرنا انسانی عقل سے بعید ہے۔ ہزار ہزار درود ہوں اس رحمت للعالمین پر جس نے عورتوں کو ذلت کی زندگی سے نکالکر بام ترقی پر پہونچایا۔ ان کی عزت و حیثیت کو قائم کیا۔ اور ان کے کھوئے ہوئے حقوق واپس دلائے۔ اور بتا دیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے۔ اور اس کی بھی وہی حیثیت ہے۔ جو مردوں کی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور اس کا قرب عورتیں بھی انہیں شرائط کی پابندی کرکے حاصل کر سکتی ہیں۔ جو مردوں کے لئے مقرر ہیں جیسا کہ احزاب پارہ ۲۲ میں ذکر ہے۔

پھر آپ نے اپنے عملی نمونہ سے عورت کی عظمت اس کے حقوق اور مرتبہ کو قائم کرکے دکھا دیا۔ کہ آپ کا وجود عورتوں کیلئے بے نظیر راہبر اور حقیقی محسن تھا۔ آپنے فرمایا خیارکم خیارکم لاھلہ یعنی تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے۔ جو اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرے۔ عرب لوگ چونکہ عورتوں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام سنایا۔ وعاشروھن بالمعروف یعنی ان کے ساتھ بھلائی سے برتاؤ کرو۔ ان کے ساتھ سختی نہ کرو۔ پھر فرمایا۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف یعنی عورتوں کے بھی ایسے ہی حقوق تم پر ہیں جیسے تمہارے عورتوں پر ہیں سبحان اللہ کیسی پاک تعلیم ہے۔ اور اس بیکس و ناتواں ہستی پر کتنے آپ کے احسانات ہیں۔ آپ ہی کے فیوض اور آپ کی بابرکت تعلیم کے ذریعہ عورتوں نے ذلت کی زندگی سے نجات پائی آپنے نہ صرف عورتوں کی رہنمائی کی۔ بلکہ آپ تمام دنیا کیلئے ابر رحمت بن کر آئے۔ اور آپ نے وہ سب مشکلیں دور کر دیں۔ جو اور کسی مذہب نے نہیں کیں۔ اور آپ کی کامل تعلیم نے ان سب قبیح رسموں کو مٹا دیا۔ جو زمانہ جہالت میں پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ کا وجود ہر بیکس و ناتواں کیلئے رحمت تھا حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں دس برس تک رہا۔ حضور نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور یہ نہ کیا۔ ابوذر سے روایت ہے۔ میرا ایک غلام تھا۔ میں نے ایک دفعہ اسکو گالی دی یہ خبر رسول کریم تک پہنچ گئی۔ آپنے فرمایا اے ابوذر کیا تو نے اسے اس کی ماں کی غیرت دلائی ہے۔ بیشک تم ایسے آدمی ہو کہ ابھی تم میں جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ تمہارے غلام تمہارے ہی بھائی ہیں انکو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیا ہے۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو۔ اسے چاہیئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے۔ اور جو خود پہنے اس کو بھی پہنائے۔ اور دیکھو اپنے غلاموں سے وہ کام نہ لو جو ان پر شاق گذرے۔ اور اگر ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

پھر آپنے بیوہ اور یتیم کے بارہ میں فرمایا کہ بیوہ اور یتیم کے ساتھ سلوک کرنیوالا ایسا ہے جیسا مجاہد فی سبیل اللہ یا جیسا تمام رات نوافل پڑھنے والا۔ اور دن کو روزہ رکھنے والا۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے۔ آنحضرت صلعم نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میں اور یتیم کا پرورش کرنیوالا جنت میں اس طرح قریب قریب ہونگے۔ دونوں انگلیوں میں تھوڑا سا فرق باقی رکھا۔ پھر آپنے والدین کے حقوق کی تاکید فرمائی۔ اور بتایا وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ یعنی احسان کرو والدین کے ساتھ اور اگر پہونچ جائیں تیری موجودگی میں بڑھاپے کو ایک ان دونوں میں سے یا دونوں تو مت کہو انکو اُف بھی اور نہ ڈانٹو انکو اور کہو تعظیم والی بات ہاں اگر وہ تم کو دین کے راستہ سے روکیں تو بھی انکو نرمی سے سمجھا دو اور انکو سخت بات نہ کہو۔ اور ہر ایک طرح سے انکی خدمت بجا لاؤ اور ان کی نافرمانی سے بچو۔ کہ ماں باپ کی نافرمانی خدا کے غضب کا نشانہ بنا دیتی ہے۔

پھر فرمایا جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمتگزاری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اور جنت سے قریب کرتی ہے۔ اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا دونوں جہان میں خسارہ پاتا ہے۔ دنیا میں بھی خواری اور آخرت میں بھی ذلت اٹھاتا ہے۔ اور خدا کی نعمتوں سے بعید ہو جاتا ہے پس تم اپنے ماں باپ کی شکرگذاری کرو۔ اور جہانتک ہوسکے ان کی خدمت کرو۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول خدا کے پاس آیا۔ اور دریافت کیا کہ میری بھلائی اور حسن معاملہ میں سب سے زیادہ کون مستحق ہے۔ آپنے فرمایا تیری ماں پھر پوچھا آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر پوچھا تو فرمایا تیرا باپ پھر آپنے فرمایا اپنے قریبی اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔ اور اپنے بزرگوں کی تعظیم کرو۔ اور ان کا نام ادب سے لو پھر فرمایا ہرگز نہیں۔ مومن وہ شخص کہ جس کا ہمسایہ اس سے تکلیف پاتا ہو فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے۔ اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے۔ ورنہ خاموش رہے۔ غرضیکہ کہانتک اس نبی کے اوصاف بیان کئے جائیں۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ مگر آپ نے اس ہستی کی جس کے دنیا میں آنے کو ماں باپ ایک مصیبت اور ذلت خیال کرتے تھے محبت والدین کے دلوں میں قائم کی۔ اور بتا دیا کہ لڑکیوں کا پرورش کرنا ثواب عظیم ہے۔ اور خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

پس اے عورتو تم اس پیارے نبی پر صبح و شام درود بھیجو اور اس کے احسانوں کو یاد کرکے سچی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ وہ تمہارا سب سے زیادہ حقیقی محسن ہے۔ اگر وہ رحمت للعالمین بنکر اس کمزور ہستی کی حمایت نہ کرتا۔ تو آج روئے زمین سے اس ہستی کا نام و نشان مٹ چکا ہوتا۔ آپنے عورتوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات دلائی۔ اب عورتوں کا فرض ہے۔ کہ آپ کے احسانات کو یاد کرکے آپ پر درود بھیجیں۔ اور آپ کے ذکر خیر کو دنیا میں پھیلائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

ا۔ ب اہلیہ چوہدری علی اکبر صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس تحصیل پھالیہ۔

غیر مُبایعین کی طرف سے مُقدمہ بازی کے نوٹس

جماعت احمدیہ کو مقدمات میں مبتلا کرنے کے ارادے

"پیغام صلح" میں پیغامیوں نے گذشتہ تیرہ چودہ سال کے عرصہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ اور جماعت کے دوسرے معزز ارکان کے متعلق جو کچھ لکھا۔ اس کی تفصیل نہائت دل دوز اور تکلیف دہ ہے۔ کوئی گندے سے گندا الزام اور ناپاک سے ناپاک افترا نہیں۔ جو پیغامیوں نے نہ کیا۔ اور کوئی شرمناک سے شرمناک طریق نہیں۔ جس سے انھوں نے اپنے خبث باطن کا ثبوت نہ دیا۔ لیکن ہماری طرف سے ہمیشہ صبر سے کام لیا گیا۔ اور ان کی افترا پردازیوں کو دلائل اور براہین سے رد کیا گیا۔ ہم اگر چاہتے۔ تو بیسیوں مقدمات ان کے خلاف دائر کرسکتے۔ اور عدالتوں میں گھسیٹ کر انھیں ان کی شرارتوں کا مزا چکھا سکتے تھے۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے ظلم پر ظلم برداشت کیا۔ اور ہر موقعہ پر خود بھی صبر کیا۔ اور اپنے خدام کو بھی صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ مگر حال میں "الفضل" میں ایک مراسلت شائع ہونے پر نہ صرف مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک ہم زلف ماسٹر یعقوب خاں صاحب کی طرف سے "الفضل" پر مقدمہ دائر کرنے کا نوٹس دلایا۔ اور پانچ ہزار کا مطالبہ کرایا۔ بلکہ خود بھی مقدمہ کے لئے تیار ہوگئے۔ اور پچاس ہزار کی رقم کا مطالبہ کیا۔ ذیل میں "پیغام صلح" کا ایک مضمون جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پر مالی معاملات کے متعلق جھوٹے الزام لگائے گئے ہیں۔ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں جس قدر الزامات لگائے گئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی ان لوگوں کے پاس نہ ثبوت تھا۔ اور نہ ہمارے مطالبہ پر پیش کیا۔ اور ہم خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ قیامت تک بھی وہ ان الزامات کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے تھے۔ مگر مقدمہ بازی میں الجھنا ہم نے پسند نہ کیا۔ یہ سیاہی کا ٹیکہ خدا تعالےٰ نے انھی کے لئے رکھا ہوا تھا ؎

پیغام کا مذکورہ بالا مضمون یہ ہے:۔

"آج کل قادیان میں میاں صاحب کے طرز عمل سے جو انھوں نے مالی معاملات میں اختیار کر رکھا ہے۔ کچھ اس قسم کی افواہیں مشہور ہو رہی ہیں۔ کہ جن سے پنجابی کی ضرب المثل کی کہ

"انھاں ونڈے شرینیاں مڑ مڑ گھر دیاں نوں"

عملی طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ وُہ افواہیں کہاں تک صحیح ہیں۔ اور اسی لئے محض دریافت حالات کے لئے ہم میاں صاحب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ

۱۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ عملہ صدر انجمن احمدیہ کو گذشتہ چار پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں

۲۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ روپیہ کی کمی کے باعث خرچ کی تخفیف کی تجاویز اور بیرونی جماعتوں سے قرضہ اور چندہ کی اپیلیں کی جارہی ہیں ؎

۳۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ باوجود اس وقت خرچ اور تجویز تخفیف کے میاں بشیر احمد کو سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر سکول کا پرنسپل بنا دیا گیا ہے ؎

۴۔ کیا میاں صاحب کے خسر خلیفہ رشید الدین صاحب نے جو آج سے دو سال قبل اپنے آپ کو زکوٰۃ کا مستحق ٹھیراتے اور انجمن سے اپنے بچوں کے لئے وظیفہ کے طلبگار تھے۔ امرتسر اور انبالہ کے درمیان واقعی موٹر ایجنسی قائم کی ہے ؎

۵۔ کیا خود میاں صاحب نے انہیں دنوں قادیان میں اٹھارہ ہزار روپیہ پر کوئی زمین خرید کی ہے۔ اگر یہ سب صحیح ہے۔ اور ہمیں ان کی صداقت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی نہ ہی ہم یہ باور کرسکتے ہیں۔ کہ میاں صاحب کی چند روز حاشیہ نشینی نے ان کے بعض معزز مریدین کی اخلاقی حالت کو یہاں تک گرا دیا ہے۔ کہ وُہ خود ان کے حق میں جھوٹ بولتے اور تلبیس سے کام لیتے ہیں۔ جب تک کہ خود میاں صاحب اس کی تصدیق کرکے مندرجہ بالا سوالات کا نفی میں جواب نہ دیں۔ تو ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اور تمام جماعت احمدیہ محمودیہ کو مخاطب کرکے ان سے اس بات کا مطالبہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ اٹھارہ ہزار روپیہ ان کو کہاں سے میسر آیا۔ حضرت اقدس کے متعلق تو خود مولینا نورالدین صاحب کی یہ شہادت موجود ہے۔ کہ وفات کے بعد کچھ آپ پر قرض تھا۔ اور خلیفہ رشید الدین خود آج سے دو سال قبل اپنے آپ کو مستحق زکوٰۃ ٹھیراتے تھے۔ بلکہ خود میاں صاحب بھی سفر جاتے وقت روپیہ قرض لے کر گئے۔ اپنی گرہ سے ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کی۔ "الفضل" کی آمدنی بھی اس قدر نہیں۔ کہ اُسے اٹھارہ ہزار کی زمین کی کفیل کہا جاسکے۔ اور نہ ہی اس سے کوئی موٹر ایجنسی قائم ہوسکتی ہے۔ پھر ایسی حالت میں اس قدر خرچ میاں صاحب نے کیونکر برداشت کیا۔ اور وہ روپیہ کہاں سے آیا۔ جس سے اٹھارہ ہزار کی زمین بھی خریدی گئی۔ اور خلیفہ رشید الدین نے موٹر ایجنسی بھی قائم کی۔ ہاں پھر یہ دیانت و امانت کے کہاں تک قریب ہے کہ دیگر ملازمین تو چار پانچ ماہ سے تنخواہ کے لئے رو رہے ہوں اور ایک طرف کمی اخراجات کی تجاویز سوچی جارہی ہوں لیکن دوسری طرف چھوٹے میاں کے لئے سو روپیہ کی ایک نئی اسامی جس کی کوئی ضرورت بھی نہیں وضع کی جائے۔ امید کہ میاں صاحب ان سب مطالبات کا صحیح صحیح جواب دیں گے۔ ورنہ ان کی خاموشی کا جو نتیجہ ہوسکتا ہے۔ وُہ اظہر من الشمس ہے ؎

(پیغام صلح ۵ ستمبر ۱۹۲۸ء)

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ

۱۔ پیغامیوں نے ایسی من گھڑت باتوں کا بہانہ بنا کر جو ان کے نزدیک بھی "افواہیں" تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پر "مالی معاملات" میں یہ الزام لگایا۔ کہ آپ جماعت کا روپیہ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۲۔ اگرچہ ان کے اپنے بیان کے مطابق وُہ نہیں جانتے تھے کہ "وہ افواہیں کہاں تک صحیح ہیں"۔ اور انھوں نے لکھا کہ "محض دریافت حالات کے لئے ہم میاں صاحب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں"۔ لیکن جواب کا انتظار کئے بغیر انہی افواہوں کے متعلق یہ لکھکر کہ "ہمیں ان کی صداقت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی"۔ انہیں ثابت شدہ الزام قرار دیدیا ؎

۳۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بذات خود ان الزامات کے نہائت مدلل جواب شائع فرما دئے۔ تو پیغامیوں نے اپنے جھوٹے اور بیہودہ الزامات کی تردید تک نہ کی اس سے ان کی نیک نیتی کا اچھی طرح ثبوت مل سکتا ہے ؎

۴۔ وہ لوگ جو اڑھائی سو روپیہ ماہوار تنخواہ لینے والے کو ایک سو روپیہ دو اقساط میں ترقی دے کر قوم کے اموال کو نہائت دیانت داری سے صرف کرنے کے مدعی ہیں۔ اور اس غیر معمولی ترقی کا صرف ذکر کر دینے کی وجہ سے "الفضل" سے معافی اور پانچ ہزار ہرجانہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے جیسے انسان کو سو روپیہ ماہوار پر جماعت کا ایک نہائت ذمہ واری اور بہت بڑی محنت و مشقت کا کام سپرد کرنا قومی مال میں خیانت تھی ؎

(۵) نہائت بے رحمی سے یہ الزام لگایا گیا۔ کہ جناب خلیفہ رشید الدین صاحب نے "امرتسر اور انبالہ کے درمیان واقعی